کا مقابلہ ہمیں آئے دن کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے لیے مسئلہ تعلیم ایک بنیادی مسئلہ ہو گیا ہے جس کا خاطر خواہ حل ہر شائستہ قوم کے لیے لازمی ہوتا جاتا ہے۔ موجودہ تمدن اور معاشرت میں فنی اور اصطلاحی علم اور دماغی تربیت پر بہت زور دیا جارہا ہے مگر انسانی جذبات اور باطنی نفس کی کارروائیوں کی جانب نسبتاً بہت کم توجہ رہتی ہے۔ موجوداتِ عالم کا مشاہدہ، خارجی کائنات پر غور و فکر، مادی جستجو کا چرچا و شغل، ان سب پر البتہ کافی محنت صرف کی جارہی ہے۔ ایسی کوششوں سے انسان کو جسمانی و خارجی آرام اور ہر قسم کی سہولت ضرور حاصل ہوتی جاتی ہے اور ہمارے لیے ان معلومات کو جاننا بھی ضروری ہو جاتا ہے مگر سکونِ قلب پھر بھی میسر نہیں اور جیوں جیوں ایسی معلومات کا ذخیرہ بڑھتا جاتا ہے، ان کی کثرت اور ان کا غلبہ ہمارے لیے بہت سی مشکلیں بھی پیدا کر رہا ہے۔ فنی اور اصطلاحی علم مسترد نہیں کیا جاسکتا مگر ہم اپنے اندرونی عیوب اور خامیوں سے بیشک واقف ہو سکتے ہیں۔ دماغی تربیت اور ترقی بھی ضروری ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ کچھ اور قسم کی صلاحیت کی بھی اشد ضرورت ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

اصولوں کے چرچے اور تعبیروں کے تذکرہ سے چاہے ذہن کی تشفی ہو جائے لیکن فہم و دانش کی آسودگی نہیں ہوتی۔ زندگی کی ساری روانی سمجھنے کے لیے قلب و دماغ میں مطابقت اور ہم آہنگی ہونی چاہیے۔ محض دماغی ترقی اور دانشمندی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ دماغ کے طریق کار میں خیالات اکثر جذبات سے علٰحدہ رہا کرتے ہیں مگر فہم و دانش کے لیے جذبہ دل اور فکر و خیال دونوں میں باہمی اشتراک اور ہم آہنگی کی ضرورت ہے........ دانشمندی

کوئی تجارتی یا خرید و فروخت کی شے نہیں جو علمیت یا تربیت کی قیمت دے کر خریدی جاسکے...... فہم و دانش تو بے نیازی سے آتی ہے......... خوف اور جبر سے دانائی نہیں آتی بلکہ تب آتی ہے جب انسانوں کے درمیان جو روزمرّہ کے باہمی برتاؤ ہوتے ہیں ان کو بخوبی سمجھ لیا جائے۔ ہم صرف تخصیص حاصل کرنے پر اور ماہر بن جانے پر زور دیتے ہیں مگر اپنے باطن کو تکمیل دینے میں قاصر رہتے ہیں۔ علم ہرگز فہم و دانش کی جگہ نہیں لے سکتا..... موجودہ تعلیم سے ہمارے وجود کی گہری تہ کا پتہ چلانے میں مدد نہیں ملتی....... گو معلومات اور خارجی واقعات سے واقفیت روز بروز بڑھتی جاتی ہے، لیکن آخر پھر بھی وہ محدود رہے گی..... صرف جزو کی واقفیت حاصل کرکے ہم کُل کی مسرت نہیں پاسکتے۔ ساری کائنات کا علم محض دماغی کوشش سے نہیں ہوسکتا کیوں کہ دماغ کی نوعیت خود جزو کی ہے..... اگر انسان کی مجموعی ساخت کے صرف کسی ایک پہلو یا جزو پر غیر معمولی زور دیا جائے تو زندگی کا صرف ادھورا اور الٹا پلٹا نظریہ سامنے آتا ہے۔ اور یہی تنگ نظری ہماری بہت سی مشکلات کا باعث ہو جاتی ہے"۔

سائنس کی معلومات سے تجارت کو فروغ ضرور ہو رہا ہے اور جن ملکوں میں سائنس کی حیرت انگیز ترقی پائی جاتی ہے، ان کا اختیار اور اقتدار بھی بڑھ گیا ہے، ساتھ ہی ساتھ لاگ ڈاٹ اور رقابت کا بازار بھی گرم ہوتا جاتا ہے۔ قوم پرستی کے جوش میں اپنے اپنے ملک کی بہبودی کے لیے اہلِ وطن دل و جان سے کوشاں رہتے ہیں اور اپنے ملک کی حفاظت کو مقدم رکھ کر دوسرے ملکوں سے بغض و عناد کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ جنگ کی ہر وقت تیاری کرتے رہنے